نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدائشی نبی ہونا
مسئلہ سماعِ موتیٰ
علمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت
رضی اللہ عنہ
محدثِ اعظم پاکستان
کے تین نادر حاشیے
اور
رضوی
تشریحات
تالیف
ابوالحسنین محمد فضلِ رسول رضوی
ناشر
سوادِ اعظم
جہانیاں منڈی شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدائشی نبی ہونا

مسئلہ سماعِ موتیٰ

علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وُسعت

تالیف

ابوالحسنین محمد فضلِ رسول رضوی

ناشر سوادِ اعظم جہانیاں منڈی شیخوپورہ

Cell: 0300-6885306

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب.......... محدث اعظم پاکستان ﷫ کے تین نادر حاشیے اور رضوی تشریحات

موضوع.......... نبی کریم ﷺ کا پیدائشی نبی ہونا، سماع موتی، نبی کریم ﷺ کی وسعت علمی

افادات.......... محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز

خصوصی اجازت...... جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

تالیف.......... ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی صدر مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضانگر چنیوٹ

پروف ریڈنگ...... مولانا ابوالحماد محمد محب النبی صاحب رضوی جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی۔

اشاعت اول...... رجب المرجب ۱۴۳۲ھ / جون ۲۰۱۱ء

صفحات.......... 48

قیمت..........

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم
عن عباد محمد صلی علیہ وسلم
در ملکیت محمد صادق قادری رضوی
بلند حافظ بشیر احمد رضوی

ملنے کے پتے:

☆......جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضانگر چنیوٹ

☆......جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی (خانیوال)

☆......مولانا قاری محمد شعیب نقشبندی چک ۴ رسالہ شیخوپورہ

☆......مولانا محمد عثمان رضوی مکتبہ فضل رسول طارق روڈ شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْاِھداء

بخدمت پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم اہلسنت، مجاہدِ تحریک ختم نبوت

حضرت علامہ الحاج قاضی ابو الفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی

دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان

جن کی خصوصی اجازت اور نظر عنایت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔

☆☆☆☆☆

بخدمت نور دیدۂ پیر طریقت، پروردۂ آغوش ولایت

حضرت صاحبزادہ والاشان قاضی محمد فیض رسول صاحب رضوی

زید مجدہ متولی آستانہ عالیہ محدث اعظم، رئیس الجامعہ جامعہ محدث اعظم

اسلامک یونیورسٹی، چینوٹ، مرکزی صدر انجمن فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جن کی قیادت ہمارے حوصلوں کو جلا بخشتی ہے۔

محتاج کرم

ابو الحسنین محمد فضل رسول رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان حضرات کے اسماء جن کی ترغیب وتحریک ''سواداعظم'' کی جانب سے پچاسویں سالانہ عرس محدث اعظم کے موقع پر یہ ''عظیم نادر علمی تحفہ'' قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا ذریعہ بنی۔

شیخوپورہ:

☆......حضرت مولانا قاری محمد شعیب نقشبندی صاحب امام مسجد چک ۴ رسالہ۔

☆......حضرت مولانا محمد اشرف ریاض صاحب ناظم اعلیٰ، جامعہ حضرت زہرا للبنات۔

☆......حافظ محمد عمران طاہر نقشبندی امیر (تحریک) سواداعظم چک ۴ رسالہ۔

☆......جناب امانت علی رحمانی صاحب۔

☆......رانا محمد کاشف رئیس صاحب۔

☆......رانا وجاہت اکبر رضوی صاحب۔

☆......رانا عامر سجاد رضوی صاحب۔

☆......رانا شکیل احمد رضوی صاحب (برطانیہ)

☆......حضرت مولانا محمد عثمان رضوی صاحب۔

☆......محمد محسن رضا رضوی صاحب۔

☆......ملک فیضان منور رضوی صاحب۔

☆......محمد محمود رضا رضوی صاحب (۴ رسالہ)

فیصل آباد:

☆......میاں غلام یٰسین المعروف چوہدری تنویر احمد واہلہ صاحب کمبوہ پیڑ ولیم شریں والا۔

☆......میاں غلام غوث رضوی صاحب۔

☆......میاں وقاص رضوی صاحب (سمانہ)

☆......محمد حسنین رضا رضوی و محمد زین رضا رضوی۔

جڑانوالہ:

☆......مولانا محمد فضل رسول قادری رضوی صاحب۔

☆......چوہدری محمد کلیم صاحب۔

جھانیاں منڈی:

☆......حافظ محمد طاہر زمان ولہلہ صاحب۔

☆......جناب محمد شفیع رضوی صاحب۔

☆......حافظ محمد عابد فاروق رضوی صاحب۔

☆......جناب محمد فریاد رضوی صاحب۔

☆......محمد حماد رضا رضوی۔

گوجرانوالہ:

☆......محمد حبیب الرحمٰن قادری رضوی صاحب۔

☆...... جناب محترم ڈاکٹر محمد تیمور خان صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت ڈویژن فیصل آباد جنہوں نے اپنی معروفیات کے باوجود وقت عنایت کیا اور طباعتی مراحل میں بھرپور معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

☆......حافظ محمد صفی اللہ خان متعلم جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی چنیوٹ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام اہل سنت، بدر طریقت، خضر شریعت، قطب دوراں، بیہقی زمان، برہان الاسلام، ملجا الخواص والعوام، شیخ الحدیث، حضرت علامہ ابوالفضل الحاج مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز المعروف "محدث اعظم پاکستان" اس عظیم شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی کا مقصد عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ، ناموس رسالت کا تحفظ، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واقوال کی ترویج واشاعت اور لوگوں کو بدعقیدگی وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر مسلک حق اہل سنت وجماعت کے روشن اور مستقیم راستے پر گامزن کرنا تھا۔

آپ نے صرف زبانی طور پر لوگوں کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہیں دی بلکہ خود عملی طور پر محبت کے عمیق سمندر میں ڈوب کر راہِ محبت کے مسافروں کے لیے "نشانِ راہ" متعین کیا۔ بقول استاذ الاساتذہ، سلطان المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی نور اللہ مرقدہ "ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث (حضرت محدث اعظم پاکستان) کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہو۔" (محدث اعظم پاکستان ج۲ ص۱۵۶)

آپ عشق رسول میں اس درجہ مستغرق تھے کہ درس حدیث کے دوران جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال مبارکہ کا بیان ہوتا تو آپ بے اختیار ان احوال مقدسہ کا مظہر بن جایا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا ذکر ہوتا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرانور میں درد کا ذکر ہوتا تو دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ سراقدس میں شدتِ درد کی وہ تکلیف آپ خود بھی محسوس فرما رہے ہیں۔ محبوب کے نورانی تبسم کا ذکر آجاتا تو فرط محبت میں آپ کے ہونٹوں پر بھی تبسم بکھر جاتا۔ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ہونٹوں کی حرکت کا بیان ہوتا تو عالم وارفتگی میں آپ کے ہونٹ بھی حرکت کرتے دکھائی دیتے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس والہانہ جذبہ کا اظہار صرف درسِ حدیث تک ہی محدود نہ تھا بلکہ منطق وفلسفہ کے خشک اور ادق فنون کی تدریس کے دوران بھی آپ یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل نہ ہوتے۔ اور دقیق منطقی مباحث سے بھی عظمت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گوہر آبدار نکال کر طلباء کے لیے تازگی ایمان کا سامان مہیا کرتے۔

قدرت نے آپ کو جس عظیم مشن کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ اس کے لیے مضبوط اور وسیع علم کی ضرورت تھی۔ جو خود دولت علم سے محروم ہو وہ دوسروں کی راہنمائی کیسے کر سکتا ہے؟ آپ نے بڑے بڑے علماء، محدثین، مفسرین، اساتذہ اور معلمین کی راہنمائی کرنا تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و فضل کے اس مقام رفیع پر فائز کیا کہ بڑے بڑے اکابر نے آپ کو امام المحدثین تسلیم کیا۔ حافظ ملت محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ نے آپ کو علم و فضل کا آفتاب، بخاری زماں اور مجمع البحرین قرار دیا۔ علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے آپ کو یگانۂ زماں کہا۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ نے آپ کو جوہر الجواہر کہا۔ مفتی رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ نے آپ کو اہل سنت و جماعت میں سے بے بدل قرار دیا۔ علامہ خلیل کاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمہ نے آپ کو تاجدارِ مسند تدریس قرار دیا۔ غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ کو محدث اعظم پاکستان کے لقب سے یاد کیا۔ آپ حضور صدر الشریعۃ علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحصیل علم کے لیے حاضر ہوئے تو حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

"پھر تو بحر العلوم کے پاس گئے اور خود بھی بحر العلوم ہو گئے۔"

علم ایک کیفیت انجلائیہ کا نام ہے۔ ذہن توجہ کرے تو پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی گرہیں کھلتی چلی جائیں اور لاینحل مسائل حل ہوتے چلے جائیں، حق اور باطل نظریات میں امتیاز ہوتا چلا جائے تو اسے علمی کمال کہا جاتا ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کو خداوند قدوس نے حاضر جوابی، قوت استحضار اور قابل رشک حافظہ سے نوازا تھا آپ کے سامنے اشکالات پیش کیے جاتے آپ فی البدیہہ عام فہم انداز میں اس کا جواب پیش کرتے کہ مخاطب دم بخود رہ جاتا۔

چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں:

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور بیان کرتے ہیں:

حضرت محدث اعظم میں حاضر جوابی کا ملکہ از حد تھا۔ ایک روز ایک حدیث پر بحث فرماتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت علم ہے اور یہ نعمت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ و

وسیلہ کے بغیر نہیں ملتی تو دوسری نعمتیں کیسے مل سکتی ہیں؟"

میں نے از راہ استفسار عرض کی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ ہم نے خضر علیہ السلام کو اپنی طرف سے علم دیا۔ یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ آپ نے بڑے جامع لفظوں میں فوراً جواب عنایت فرمایا:

"عدم ذکر، عدمِ وجود کو مستلزم نہیں۔"

پھر وجد کرتے اور جھومتے ہوئے امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفاً من الدیم

یعنی تمام انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اس طرح فیض پاتے ہیں جیسے پیاسا دریا سے پانی کا چلو لے کر یا باران رحمت سے چھینٹے پا کر پیاس بجھاتا ہے۔

تمام حاضر طلبہ نے بھی وجد کرتے ہوئے آپ کے ہمراہ یہ شعر پڑھا اس طرح میرا عقدہ حل ہوا۔ (نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ا ص ۵۷ مطبوعہ گجرات)

مولانا محمد فیض احمد قادری فتح پور تحصیل کروڑ فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا کہ وہابیہ کہتے ہیں۔ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ۔ اللہ ہی کے پاس علمِ قیامت ہے یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور وہ اس کا علم کسی کو عطا نہیں فرماتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے۔

عندہ حسن الماب۔ "اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانہ"

عندہ حسن الثواب۔ "اللہ ہی کے پاس ہے حسن ثواب"

تو وہابیہ کو چاہیے کہ کوئی نیکی نہ کریں کیونکہ حسن ثواب اور حسن مآب تو اسی کے پاس ہے۔

جس طرح "عندہ" وہاں ہے یہاں بھی "عندہ" ہے اس سے تو وہابیہ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ا ص ۵۷، مطبوعہ گجرات)

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض

کی۔ کیا ولی اللہ لڑکا دے سکتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا۔ "ولی اللہ کے ہاں اللہ تعالیٰ ملتا ہے یا نہیں؟"

اس نے عرض کی: حضور ولی اللہ سے خدا ملتا ہے۔

ارشاد فرمایا: بتاؤ اللہ تعالیٰ بڑا ہے یا لڑکا؟ اس نے عرض کی:

اللہ تعالیٰ تو بڑا ہے اس پر ارشاد فرمایا: جب اولیاء اللہ کے ہاں اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے تو ان کے ہاں سے اُن کی دعا سے لڑکا ملنا کیا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: وہابیہ کہتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر ختم نہ پڑھو۔ پھر فرمایا ان سے پوچھا جائے کہ کھانا سامنے نہ ہو اور ختم شریف پڑھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اگر پوچھا جائے کہ کھانا سامنے ہو اور ختم نہ پڑھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں بھی وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر دو جائز باتیں مل جائیں تو ناجائز کیسے ہوا؟

(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۵۹۔۶۰ مطبوعہ گجرات)

امام رازی ہوں یا امام غزالی امام بخاری ہوں یا امام مسلم رحمہم اللہ ان کے علمی کمالات کثرت مطالعہ کی بنیاد پر استوار نظر آئیں گے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے زمانہ طالب علمی سے لے کر عمر عزیز کے آخری حصے تک مطالعہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ زمانہ طالب علمی میں کثرت مطالعہ کی وجہ سے آپ کو اتنی عبارات ازبر تھیں کہ آپ کو عدل العلم (علم کی گٹھڑی) کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ ایک ایک رات میں آپ اتنی ضخیم کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر لیتے کہ دوسرے لوگ ہفتوں میں بھی اتنا مطالعہ نہ کر سکتے۔ منیۃ المصلی پڑھنے کے دوران شامی جیسی کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتیں۔ تدریس حدیث کے دوران آپ مطالعہ کو اپنے لیے لازم وضروری قرار دیتے۔ اس دوران آپ کے ذہن میں متعدد علمی نکات آتے آپ زیر مطالعہ کتاب کے متعلقہ صفحہ پر حاشیہ کی صورت میں عربی میں اسے تحریر فرما دیتے۔ پیر طریقت، رہبر شریعت، سیدی ومرشدی قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان نے اس عظیم علمی سرمایہ کی حفاظت کا حق ادا کیا۔ آپ کے وصال کو پچاس سال گزر

جانے کے باوجود آج بھی وہ تحریریں اسی طرح محفوظ ہیں۔ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ کو آپ کی تمام کتب جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ میں منتقل کر دی گئی ہیں۔ قبلہ پیر طریقت دامت برکاتہم القدسیہ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اس کتب خانہ کی خدمت وحفاظت کی ذمہ داری راقم الحروف کے سپرد کی جو کہ اس عاجز کے لیے یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ کے ان علمی جواہر پاروں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور یہ تمنا شدت اختیار کرتی چلی گئی کہ ان کو جمع کر کے برادران اہل سنت وجماعت کے سامنے پیش کیا جائے۔ تا کہ آپ کا یہ علمی فیض عام سے عام تر ہو جائے۔ چند احباب نے ''سواد اعظم'' کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دی جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام اہل سنت وجماعت کو ان کے عقائد سے آگاہ کیا جائے۔ اور ان میں اپنے مسلک کی محبت اور شعور کو اجاگر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ طے پایا کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات پر مشتمل لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ چونکہ اس سال ۲۹۔ ۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ کو عرس محدث اعظم پاکستان کے موقع پر ''پچاسواں جشن محدث اعظم'' منایا جارہا ہے۔ ہم نے اسے سعادت سمجھا کہ اس عظیم موقع پر اس نیک مشن کا آغاز کیا جائے۔

بندہ نے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے دست اقدس سے تحریر کردہ ان قیمتی علمی جواہر پاروں کے ترجمہ وتشریح کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ اگرچہ اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا احساس ہے لیکن حضرت کے فیضان پر اعتماد کرتے ہوئے قبلہ پیر طریقت، جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان کی خصوصی اجازت سے اس سلسلہ کی پہلی کڑی پیش کی جارہی ہے۔ ''رضوی تشریحات'' کے عنوان سے ان حواشی کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے۔

آپ کی اصل تحریر کا عکس بھی آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تمام قارئین سے عاجزانہ درخواست ہے کہ راقم الحروف اور جملہ معاونین کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن خاتمہ کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ / ۱۹ جون ۲۰۱۱ء بروز اتوار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی نبی ہونے پر

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر

صاحب مشکوۃ المصابیح علامہ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ نے مشکوۃ المصابیح میں درج ذیل حدیث ذکر کی:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے روز دو سینگوں والے، چتکبرے، خصی مینڈھے ذبح کیے۔ جب آپ نے انہیں قبلہ رو کیا تو یہ پڑھا۔ بے شک میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ میں ملت ابراہیمی پر ہوں جو ہر باطل سے جدا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اے اللہ! یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت کی طرف سے اللہ کے نام سے شروع اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پھر آپ نے ذبح فرما دیا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب فی الاضحیہ ص ۱۲۸، مطبوعہ نور محمد مالک اصح المطابع دہلی)

اس حدیث پاک میں ذبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا پڑھی اس کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ "وما انا من المشرکین" "اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ علامہ ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ نے "مرقاۃ المفاتیح شرح

مشکوٰۃ المصابیح" میں ان الفاظ کی شرح میں جو عبارت ذکر کی اسے مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی کے حاشیہ پر نقل کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

وما انا من المشرکین لا شرکا جلیا ولا خفیا قال السید نقلا عن الازهار اختلف العلماء فی ان نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قبل النبوۃ هل کان متعبدا بشرع قیل کان علی شریعة ابراهیم وقیل موسیٰ وقیل عیسی والصحیح انه لم یکن متعبدا بشرع لنسخ الکل بشریعة عیسی وشرعه کان قد حرف وبدل قال اللّٰہ تعالیٰ ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان ای شرائعه واحکامه وفیه ان عیسی کان مبعوثا لبنی اسرائیل فلایکون ناسخا لاولاد ابراهیم من اسمعیل قال العلماء وکان مومنا باللّٰہ ولم یعبد صنما قط اجماعا وکان عبادته غیر معلومة لنا قال ابن برهان ولعل اللّٰہ عزوجل جعل خفاء ذلك وکتمانه من جملة معجزاته قلت فیه بحث ثم قال وقد یکون قبل بعثة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یظهر شیء یشبه المعجزات یعنی التی تسمی ارهاصا ویحتمل ان یکون نبیا قبل اربعین غیر مرسل واما بعد النبوۃ فلم یکن علی شرع سوی شریعته اجماعا والاظهر انه کان قبل الاربعین ولیا ثم بعدها صار نبیا ثم صار رسولا۔

ترجمہ: میں مشرکین میں سے نہیں ہوں نہ شرک جلی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے نہ شرک خفی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے۔ سید نے الازہار سے نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوت سے پہلے کسی شریعت کے موافق عبادت کرتے تھے؟ ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر تھے، ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے، ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے موافق عبادت نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ تمام شریعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ ہو چکی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تحریف و تبدیلی ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آپ از خود نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے یعنی آپ سابقہ شرائع اور احکام کو نہیں جانتے تھے اس پر اعتراض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث تھے اس لیے وہ اولاد ابراہیم میں سے حضرت

اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتے۔ علماء نے کہا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اعلان نبوت سے پہلے) اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور بالاتفاق آپ نے کسی بت کی کبھی عبادت نہیں کی اور ہمیں آپ کی عبادت (کی کیفیت) معلوم نہیں۔ علامہ ابن برہان نے کہا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس کے مخفی رکھنے اور چھپانے کو آپ کے معجزات میں سے بنایا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں بحث ہے۔ پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کچھ چیزیں ظاہر ہوتی تھیں جو معجزات کے مشابہ ہوتی تھیں۔ انہیں ارہاص کہا جاتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے نبی ہوں، رسول نہ ہوں۔ بہر حال اعلان نبوت کے بعد آپ اپنی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت پر عمل پیرا نہیں تھے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے ولی تھے، پھر اس کے بعد نبی ہوئے پھر اس کے بعد رسول ہوئے۔

(حاشیہ نمبر ۴ بر مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ مطبوعہ نور محمد مالک اصح المطابع دہلی)

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی مقام نبوت پر فائز تھے۔ اس لیے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کردہ یہ قول کہ آپ چالیس سال سے پہلے ولی تھے پھر اس کے بعد نبی ہوئے پھر اس کے بعد رسول ہوئے قابل قبول نہیں۔ حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے اس پر جامع اور مدلل حاشیہ تحریر کیا۔ جس میں اس عنوان کا کوئی پہلو تشنہ باقی نہیں چھوڑا۔ اگر آپ کے تلامذہ اور متعلقین علماء کرام اس تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں غور وفکر سے کام لیں تو بہت سے اختلافات رفع ہو سکتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

لَا بَلِ الْاَظْهَرُ اَنَّهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كَانَ نَبِيًّا فِيْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْحَدِيْثُ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ مِنْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ بَلِ الْاَظْهَرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَبِيًّا بَعْدَ الْوِلَادَةِ وَقَبْلَ الْوِلَادَةِ مِنْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ وَلٰكِنْ ظَهَرَ نُبُوَّتُهٗ وَرِسَالَتُهٗ عِنْدَ النَّاسِ بَعْدَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ وَالتَّحْقِيْقُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعْصُوْمًا فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا ظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ قَبْلَ الْبِعْثَةِ وَبَعْدَ الْبِعْثَةِ كَيْفَ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ علیہ وَسَلَّمَ نُوْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى الْاِطْلَاقِ سردار احمد غفرلہ فلتنبّر۔

ترجمہ: نہیں بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے جس طرح کہ حدیث پاک میں تصریح ہے (کہ آپ سے عرض کیا گیا) یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے (ترمذی شریف) بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں (بھی) نبی تھے۔ البتہ لوگوں کے نزدیک بعد از بعثت چالیس سال کے بعد آپ کی نبوت ورسالت کا ظہور ہوا اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر وباطن بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں معصوم ہیں۔ یہ کیسے نہ ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں پس غور وفکر سے کام لو۔

(قلمی حاشیہ بر مشکوۃ المصابیح ص ۱۲۸ مطبوعہ نور محمد مالک اصح المطابع دہلی مخزونہ کتب خانہ حضور محدث اعظم، جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ)

رضوی تشریحات:

سب سے پہلے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت قابلِ غور ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت علمی سے انکار نہیں لیکن جب احادیث صحیحہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے بھی نبوت کے مقامِ رفیع پر فائز تھے اور اسی کو تسلیم کرنے میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار ہے تو پھر ہمیں اپنی تحقیق کا مرجع حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی قول کو درست ثابت کرنے کے لیے ہم احادیث میں تاویل کریں۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے پہلے آپ کے ولی ہونے اور نبی نہ ہونے کو قطعی اور یقینی قرار نہیں دیا بلکہ اسے اظہر کہا ہے کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ چالیس سال سے پہلے آپ ولی تھے اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ چالیس سال سے پہلے آپ نبی تھے اگرچہ یہ اظہر یعنی زیادہ ظاہر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے بھی نبی تھے۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے اسی عبارت میں یہ بھی ذکر کیا۔

"ویحتمل ان یکون نبیا قبل اربعین غیر مرسل" یہ احتمال بھی ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے غیر مرسل نبی ہوں۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ اگرچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ چالیس سال سے پہلے آپ کے ولی ہونے کو اظہر قرار دے رہے ہیں لیکن ان کے نزدیک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے نبی ہوں، رسول نہ ہوں۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ لکھا کہ چالیس سال کے بعد آپ پہلے نبی ہوئے پھر رسول ہوئے۔ حالانکہ یہ قول درست نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا قائل ہے کہ اعلان نبوت کے بعد آپ پہلے صرف نبی ہوں بعد میں رسالت ملی ہو کیونکہ چالیس سال کی عمر میں جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ رسالت کے مقام پر فائز ہوگئے لہذا یہ کہنا کہ چالیس سال کے بعد آپ پہلے صرف نبی تھے، رسول نہیں تھے درست نہیں۔

نیز ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

وفیہ دلالۃ علی ان نبوتہ لم تکن منحصرۃ فیما بعد الاربعین کما قال جماعۃ بل اشارۃ الی انہ من یوم ولادتہ متصف بنعت نبوتہ بل یدل حدیث کنت نبیا وادم بین الروح والجسد علی انہ متصف بوصف النبوۃ فی عالم الارواح قبل خلق الاشباح۔

ترجمہ: اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد والے زمانہ میں منحصر نہیں جس طرح کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے بلکہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ یوم ولادت سے ہی نبوت کے ساتھ متصف ہیں بلکہ حدیث پاک "کنت نبیا وادم بین الروح والجسد" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص کی تخلیق سے پہلے عالم ارواح میں نبوت کے ساتھ متصف تھے۔ (شرح الفقہ الاکبر للملا القاری ص ۷۰ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

جب ملا علی قاری رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی موجود ہے جس میں صراحتاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے بھی مقام نبوت پر فائز تھے تو ہمیں اس عبارت کو ہی اختیار کرنا چاہیے جس سے عظمت وشان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہوتا ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے صرف ایک قول پر اعتماد نہیں کیا بلکہ محققین کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے وہ موقف اپنایا جو برحق تھا اور مبنی بر تحقیق تھا۔ آپ نے اپنے موقف پر جو حدیث پیش کی وہ درج ذیل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ

تعالیٰ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث: ۳۶۰۹)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا۔ "بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے۔ البتہ لوگوں کے نزدیک بعد از بعثت چالیس سال کے بعد آپ کی نبوت و رسالت کا ظہور ہوا۔" آپ اس نظریہ میں منفرد نہیں بلکہ بڑے بڑے اکابر علماء کا یہی نظریہ ہے۔

حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب "التعظیم والمنۃ" میں آیہ مبارکہ "لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" کی تفسیر میں لکھا۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور آپ کے مقام عالی کی جو عظمت ہے وہ مخفی نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس آیت میں یہ بات بھی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے میں تشریف لاتے تو آپ ان سب کی طرف رسول ہوتے پس آپ کی نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت کے روز تک تمام مخلوق کو عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی اُمتیں سب آپ کی اُمت ہیں۔ اور آپ کا ارشاد "بعثت الی الناس کافۃ" (مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا) یہ آپ کے زمانہ سے لے کر قیامت کے دن تک کے لیے مختص نہیں بلکہ ان سے پہلے لوگوں کو بھی شامل ہے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "کنت نبیا وادم بین الروح والجسد" (میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے) کا معنی بھی واضح ہو جاتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لائل پور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر بالفرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام (ظاہری) حیات کے ساتھ ہوتے تو آپ ان کی طرف بھی رسول ہوتے۔ لہٰذا آپ کی نبوت ورسالت تمام مخلوق کو عام اور شامل ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے تاروز قیامت انبیاء کرام اور ان کی اُمتیں سب آپ کی امت ہیں۔ آپ کا فرمان کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وما ارسلناک الا کافۃ للناس" یہ آیت آپ کے زمانہ سے قیامت کے دن تک کسی شخص کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو آپ سے پہلے تھے۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۷۶، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنو)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء ج ۱ ص ۲۴۱، مطبوعہ مطبع ازہریہ، مصر میں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی عبارت نقل کی اور بڑی تفصیل کے ساتھ واضح کیا کہ آپ کی نبوت ورسالت تمام زمانوں کو شامل ہے۔

امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے اور حضور کا ارشاد "وکنت نبیا وادم بین الروح والجسد" (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے) اپنے معنی حقیقی پر ہے اگر ہمارے حضور آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسراء تمام انبیاء ومرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور ونشور ہوگا جب حضور کے زیر لواء آدم ومن سواہ کافہ رسل وانبیاء ہوں گے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

(فتاوی رضویہ ج ۳۰ ص ۱۳۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام النحو علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

اور ہم نے بجائے نبوت ظہور نبوت اس لیے کہا کہ غار حراء کی اس وحی سے نبوت کا ظہور شروع ہوا ورنہ نبوت تو اس واقعہ سے ہزارہا سال پیشتر عالم ارواح میں عطا ہو چکی تھی۔ اس وقت تک حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور عالم ارواح میں تخلیق آدم سے پیشتر نبوت کا ملنا آپ کے خصوصیات سے ہے۔

(بشیر القاری بشرح صحیح البخاری ص ۱۲۶، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا: "محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں معصوم ہیں۔"

اس عبارت میں حضرت محدث اعظم قدس سرہ العزیز نے اعلان نبوت سے پہلے آپ کی نبوت پر دلیل پیش کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں اسی طرح آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی معصوم ہیں اگر اعلان نبوت سے پہلے نبی نہ ہوتے تو معصوم بھی نہ ہوتے۔ لہٰذا اعلان نبوت سے پہلے آپ کا معصوم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

المذکور فی کلام الشارح ھو مذھب عامۃ المتکلمین وخالفھم جمھور جمع من العلماء فذھبوا الی العصمۃ عن الصغائر و الکبائر قبل الوحی وبعدہ وھو مختار ابی المنتھی شارح الفقہ الاکبر والشیخ عبدالحق المحدث الدھلوی۔

ترجمہ: شرح عقائد میں جو یہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے اعلان نبوت سے پہلے کبیرہ اور بعد میں صغیرہ کا صدور جائز ہے یہ عام متکلمین کا مذہب ہے اور جمہور علماء کی ایک جماعت نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں صغیرہ اور کبیرہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ یہی مذہب ابوالمنتہی شارح فقہ اکبر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (النبراس شرح العقائد ص ۲۸۴ مطبوعہ موسسۃ الشرف، لاہور)

علامہ پرہاروی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

القلت فھذہ العصمۃ مذھب الشیعۃ قلت اولا لاباس فی الاتفاق الاتفاقی

اذ مقصود المشائخ اتباع الحق لاوفاق الشیعۃ وثانیا ان بین الفریقین بعد المشرقین لان الشیعۃ علی تجویز الکفر تقیۃ۔

ترجمہ: اگر تم یہ اعتراض کرو کہ عصمت کے متعلق یہ عقیدہ تو شیعہ کا مذہب ہے تو میں اولاً تو یہ جواب دوں گا کہ اتفاقاً کسی مسئلہ میں شیعہ کے ساتھ موافقت ہو جانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مشائخ کا مقصود حق کا اتباع ہے، شیعہ کی موافقت نہیں اور ثانیاً میں یہ کہوں گا کہ ہمارے اور شیعہ کے مذہب میں بڑا فرق ہے کیونکہ شیعہ تو تقیہ کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام سے کفر کے صدور کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۴۵۴ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور)

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

فلا یجوز لمسلم ان ینسب نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امرا ینافی عصمتھم عمدا وسھوا قبل النبوۃ وبعدھا وھو الذی ارتضاہ کثیر من ائمۃ الدین واھل الاصول۔

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کرے جو ان کی عصمت کے منافی ہو خواہ عمداً ہو یا سہواً اکثر ائمہ دین اور اہل اصول کا پسندیدہ نظریہ یہی ہے۔

(نسیم الریاض شرح شفاء ج ۴ ص ۲۲۷، مطبوعہ مطبع ازہریہ، مصر)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

قال ابن الجوزی ھفوات الطباع البشریۃ لایسلم منھا احد والانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام وان عصموا من الکبائر فلم یعصموا من الصغائر قلت لا نسلم ذلک بل عصموا من الصغائر جمیعا قبل النبوۃ وبعدھا۔

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا: بشری طبعی لغزشوں سے، کوئی بھی محفوظ نہیں ہوتا اور انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ کبائر سے معصوم ہوتے ہیں لیکن صغائر سے معصوم نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں یہ بات تسلیم نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام صغائر و کبائر تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ (اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی۔) (عمدۃ القاری ج ۱۰، ص ۵۲۲ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں معصوم ہوتے ہیں اور اس عصمت انبیاء کو حضرت

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے بعثت سے پہلے نبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بنایا ہے۔

حاشیہ کے آخر میں آپ نے لکھا: "آپ معصوم کیسے نہ ہوں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں" اس عبارت سے آپ نے عصمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ آپ کے احوال وافعال اور اقوال بھی نورانی ہیں۔ گناہ اور نورانیت جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ گناہ تو ظلمت اور اندھیرا ہے جبکہ نورانیت تو روشنی کا نام ہے۔ لہٰذا جس طرح اندھیرے اور روشنی کا اجتماع نہیں ہو سکتا اس طرح نور اور گناہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ آپ گناہ سے بھی معصوم اور پاک ہیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور کہا۔ آپ کا یہ عقیدہ بھی بلا دلیل نہیں بلکہ اس پر کثیر دلائل موجود ہیں اختصار کے پیش نظر ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب جلالین نے لکھا:

"هو النبی صلی الله علیه وسلم"

نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۲۳ھ نے اس کی تفسیر میں لکھا:

سمی نورا لانه ينور البصائر ويهديها للرشاد ولانه اصل كل نور حسی ومعنوی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے کہا گیا کیونکہ آپ بصائر کو منور فرماتے ہیں اور ان کو رشد و ہدایت عطا فرماتے ہیں اور آپ کو نور اس لئے کہا گیا کہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین زیر آیت قد جاء کم من اللہ نور)

امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا نقل فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَ اَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا۔

ترجمہ: اے میرے اللہ دل میری آنکھ میرے کان اور میرے دائیں بائیں اوپر نیچے اور میرے سامنے اور میرے پیچھے نور بنا دے اور خود مجھے نور بنا دے۔

(بخاری شریف، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من اللیل رقم الحدیث ۶۳۱۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً مستجاب الدعوات ہیں آپ کی دعاء مقبول نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بلکہ آپ تو پہلے ہی نور ہیں دعا میں نور کے اضافے کا سوال کیا جا رہا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ عین نور ہیں آپ کا ہر ہر عضو نور ہے مخالفین کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی بھی اپنی کتاب نشر الطیب میں حدیث نقل کرتے ہیں:

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالی نے کون سی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا: اے جابر اللہ تعالی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا الخ

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۶ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

یہی تھانوی صاحب ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۷-۸ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے اس حاشیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالی کا نور ہیں۔ نور تو پاک وصاف ہوتا ہے لہذا آپ بھی بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں گناہوں سے پاک وصاف اور معصوم ہیں۔ معصوم ہونا تو نبی کی شان ہے لہذا آپ بعثت سے پہلے اور بعد بلکہ عالم ارواح میں بھی مقام نبوت پر فائز ہیں البتہ آپ کی نبوت ورسالت کا ظہور لوگوں کے سامنے چالیس سال کی عمر کے بعد ہوا۔

مسئلہ سماع موتی کے متعلق

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "صحیح بخاری" کتاب الجنائز میں دو احادیث ذکر کیں۔ جن میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا تھا۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ نے "عمدۃ القاری" میں ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے اس تعارض کو دور کیا۔ "عمدۃ القاری" کے حاشیہ پر محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے بیان کردہ دفع تعارض کا خلاصہ بیان کیا اور ان احادیث میں ایک عظیم مسئلہ "سماع موتی" کا ذکر تھا۔ آپ نے حاشیہ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی اور اس مسئلہ میں اہل سنت و جماعت کے نظریہ کو واضح کیا۔ اولاً ہم وہ احادیث ذکر کریں گے پھر علامہ عینی رحمہ اللہ کی تقریر ذکر کریں گے اور آخر میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کا تحریر کردہ حاشیہ ذکر کریں گے۔

حدیث نمبر(1):

انَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَخْبَرَہٗ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَلٰی اَہْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ وَ جَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَدْعُوْ اَمْوَاتًا؟ فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْہُمْ وَ لٰکِنْ لَا یُجِیْبُوْنَ۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث ۱۳۷۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بدر کے موقع پر جس کنویں میں کفار کو ڈالا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں جھانکا اور فرمایا: تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پالیا؟ آپ نے عرض کیا گیا: کیا آپ مردوں کو پکار رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

حدیث نمبر(2):

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہُمْ

لَتَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ حَقٌّ وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ وہ اب اس بات کو جان رہے ہیں کہ میں ان سے حق کہتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث ۱۳۷۱)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فان قلت ما وجه ذكر حديث ابن عمر وحديث عائشة وهما متعارضان في ترجمه عذاب القبر قلت لما ثبت من سماع اهل القليب كلامه وتوبيخه لهم دل ادراكهم كلامه بحاسة السمع على جواز ادراكهم الم العذاب ببقية الحواس فحسن ذكرهما في هذه الترجمة ثم التوفيق بين الخبرين ان حديث ابن عمر محمول على ان مخاطبة اهل القليب كانت وقت المسالة ووقتها وقت اعادة الروح الى الجسد وقد ثبت في الاحاديث الاخرى ان الكافر المسئول يعذب وان حديث عائشة محمول على غير وقت المسالة فهذا يتفق الخبران۔

ترجمہ: اگر تم یہ اعتراض کرو کہ عذاب قبر کے عنوان کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی یہ دونوں احادیث ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ ان دونوں احادیث میں تعارض ہے۔ میں کہتا ہوں جب کنویں والے کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سننا اور آپ کا انہیں جھڑکنا ثابت ہے تو ان کفار کا حاسہ سمع کے ساتھ آپ کے کلام کو سننا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ باقی حواس کے ساتھ عذاب کے درد کا بھی ادراک کر سکتے ہیں اور ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ بدر کے کنویں والوں کے ساتھ خطاب اس وقت تھا جب فرشتے سوال وجواب کرتے ہیں اور روح کو جسم کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جس کافر سے سوال کیا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث اس صورت پر محمول ہے جب سوال وجواب نہ ہو رہا ہو لہذا دونوں احادیث متفق ہو گئیں۔

(عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری، ج ۴ ص ۲۲۴ مطبوعہ دارالطباعۃ العامرہ)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس مقام پر درج ذیل حاشیہ تحریر کیا:

نعم الاتفاق بین الخبرین حاصلہ ان عبد اللہ بن عمر اثبت بالحدیث سماعھم بحاسۃ السمع وقت المسألۃ وان ام المومنین انکرت السماع بحاسۃ السمع فی غیر ذلک الوقت فتدبر اقول واما سماع الموتی بالارواح فمتفق وھو مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فمن انکر سماع الموتی فاراد من الانکار السماع بحاسۃ السمع ومن اثبت فاراد السماع بالروح فذھب الخلاف وحصل الوفاق واما الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام فھم یسمعون بحواسھم فانھم احیاء فی مقابرھم المقدسۃ بالاتفاق فتامل وتثبت علی عقائد اھل السنۃ والجماعۃ ولاتکن من الوھابین المبتدعین المفسدین لعقائد المسلمین سردار احمد غفرلہ۔

ترجمہ: ہاں دونوں احادیث میں موافقت ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ مردے سوال وجواب کے وقت حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سنتے ہیں اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سوال وجواب کے وقت کے علاوہ میں حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سننے کا انکار کیا ہے۔ پس غور وفکر کرو میں کہتا ہوں مردوں کے ارواح کے ساتھ سننے پر تو اتفاق ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے پس جس نے سماع موتی کا انکار کیا ہے اس کی مراد حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سننے سے انکار ہے اور جس نے سماع موتی کو ثابت کیا ہے تو اس کی مراد روح کے ساتھ سننا ہے۔ لھذا اختلاف اٹھ گیا اور دونوں احادیث میں تطبیق حاصل ہو گئی، بہر حال انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنے حواس کے ساتھ سنتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مزارات مقدسہ میں بالاتفاق زندہ ہیں پس غور وفکر کرو اور اہل سنت وجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہو اور مسلمانوں کے عقائد میں فساد ڈالنے والے بدعتی وہابیوں میں سے نہ ہو۔

(برحاشیہ عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری جز ۸ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ)

رضوی تشریحات:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر میں مذکورہ بالا دو احادیث ذکر کیں۔

پہلی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون" "تم ان مردہ کفار سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں اور دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ مردے سنتے ہیں بلکہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ یہ اب اس بات کو جان رہے ہیں کہ میں ان سے حق کہتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے نہیں سنتے لھذا باب میں مذکور دونوں احادیث، باہم متعارض ہیں علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس تعارض کو دور کیا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر کا خلاصہ بیان کیا کہ دونوں احادیث میں تعارض نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے یہ مراد ہے کہ سوال وجواب کے وقت مردے کانوں کے ساتھ سنتے ہیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے مراد یہ ہے کہ سوال وجواب کے وقت کے علاوہ مردے کانوں کے ساتھ نہیں سنتے لھذا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کانوں کے ساتھ مردوں کے سننے کا اثبات سوال وجواب کے وقت میں کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کانوں کے ساتھ مردوں کے سننے کا انکار سوال وجواب کے علاوہ دوسرے اوقات میں کیا ہے تو اثبات کا تعلق اور وقت سے ہے اور نفی کا تعلق اور وقت سے ہے۔ اگر اسی وقت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سماع موتی کا اثبات کرتے اور اسی وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کا انکار کرتیں پھر تعارض تھا لیکن یہاں تو نفی اور اثبات کے اوقات الگ الگ ہیں اس لئے کوئی تعارض نہیں۔

مسئلہ سماع موتی میں اہل سنت وجماعت اور وہابیہ کے درمیان اختلاف ہے اہل سنت وجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اس پر کثیر احادیث شاہد ہیں جن کے ذکر کے لئے ایک ضخیم دفتر درکار ہے جبکہ وہابی اس کے منکر ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی یہ حدیث بھی بطور ثبوت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے کا ذکر نہیں فرمایا تھا بلکہ جاننے کا ذکر کیا تھا لھذا اس حدیث سے مردوں کا سننا ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اپنے حاشیہ میں وہابیہ

کے اس استدلال کا بھی جواب دیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حاسہ سمع یعنی کانوں کے ساتھ سننے کا تو انکار کیا ہے روح کے ساتھ سننے کا انکار نہیں کیا۔ ارواح کے ساتھ سننے پر تو اتفاق ہے۔ لہٰذا مخالفین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کو اپنی دلیل نہیں بنا سکتے۔

دراصل حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیت کریمہ **انک لا تسمع الموتی** وغیرہ آیات کے پیش نظر خیال فرمایا کہ مردوں کا اجسام کے ساتھ سننا ان آیات کے منافی ہے لہٰذا اُم المومنین رضی اللہ عنہا اگرچہ اس واقعہ کے وقت حاضر نہ تھیں مگر انہوں نے یہ خیال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **یعلمون** فرمایا تھا۔ راوی کو یاد نہ رہا اور اس نے **یسمعون** بیان کر دیا کہ مردوں کے اجسام سنتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اجسام نہیں سنتے اور وہ ان ظاہری کانوں کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ انہیں علم ہوتا ہے کیونکہ علم کا تعلق تو روح سے ہے اور روح باقی ہے لہٰذا اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد ہمارے مقصود کے خلاف نہیں بلکہ اس میں **یعلمون** کے لفظ سے واضح ہے کہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سماع روحانی کی قائل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی نظریہ ہے کہ اہل قبور اپنے پاس آنے والے زائرین کو پہچانتے ہیں اور ان کے کلام کو سمجھتے ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْھَا قَالَتْ کُنْتُ اَدْخُلُ بَیْتِیَ الَّذِیْ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَاِنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا ھُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رضی اللّٰہ عنہ مَعَھُمْ فَوَاللّٰہِ مَادَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِنْ عُمَرَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے اس گھر میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما (مدفون) ہیں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنی چادر اتاری ہوتی تھی۔ میں خیال کرتی تھی کہ یہ تو میرے خاوند ہیں اور میرے والد ہیں اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مدفون ہوئے تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑا باندھ کر حاضر ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، رقم الحدیث ۱۷۷۱)

اگر حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل قبور کے ادراک وعلم کی قائل نہ تھیں تو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کے وصال کے بعد حیاء کیوں کرتی تھیں؟

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ بِحُبْشِیٍّ قَالَ فَحُمِلَ اِلٰی مَکَّةَ فَدُفِنَ فِیْهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ وَکُنَّا کَنَدْمَانَیْ جَذِیْمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰی قِیْلَ لَنْ یَتَصَدَّعَا فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا کَاَنِّیْ وَ مَالِکًا لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَیْلَةً مَعًا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَیْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُکَ مَا زُرْتُکَ۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مقام حبشی میں انتقال ہو گیا۔ انہیں مکہ مکرمہ لا کر دفن کر دیا گیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ آئیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر تشریف لا کر یہ اشعار پڑھے:

ہم جذیمہ بادشاہ کے دو ساتھیوں کی طرح عرصہ دراز تک اکٹھے رہے حتیٰ کہ یہ کہا گیا کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ اور جب ہم جدا ہو گئے تو گویا عرصہ دراز تک اکٹھا رہنے کے باوجود میں اور مالک نے ایک رات بھی اکٹھی نہیں گزاری۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتی تو اسی جگہ تمہیں دفن کرواتی جہاں تمہارا انتقال ہوا اور اگر میں وہاں ہوتی تو تمہاری زیارت نہ کرتی۔

(سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الزیارة للقبور للنساء، رقم الحدیث 1055)

اگر حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ادراک وسماع ارواح کی منکر تھیں تو پھر اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کے بعد خطاب کیوں فرما رہی تھیں؟

بہرحال حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا صرف سماع جسمانی کا انکار کرتی ہیں سماع روحانی کا نہیں لیکن بدر والے واقعہ کے وقت وہ حاضر نہ تھیں لہٰذا جمہور علماء نے ان کے انکار کو قبول نہیں کیا کہ اگرچہ تین دن گزر جانے کے بعد ان کفار کے ناپاک اجسام پھول پھٹ چکے تھے مگر پھر بھی انہوں نے سر کے کانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور یہ

مذکورہ آیات کے بھی منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی زیادت حسرت کے لئے ان کے خالی اجسام کو پھر زندہ فرمادیا لہٰذا اس وقت وہ موتیٰ نہ رہے۔ (کمافی الفتاوی الرضویہ ج۹ ص۹۱۴)

جب یہ بیان کیا گیا کہ مردے ان ظاہری کانوں کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ روح کے ساتھ سنتے ہیں تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ شاید انبیاء کرام علیہم السلام کے سننے کی بھی یہی کیفیت ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس وہم کو دور کردیا اور فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مزارات پرانوار میں زندہ ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا وہ اپنے ظاہری حواس کے ساتھ سنتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے اس کا درود میری بارگاہ میں پیش کردیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص درود پڑھ کر فارغ ہوجاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا: وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کردیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث: ۱۶۳۷)

حاشیہ کے آخر میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے وصیت فرمائی کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہو اور مبتدعین وہابین سے بچ کر رہو کیونکہ یہ مسلمانوں کے عقائد میں فساد ڈالتے ہیں۔

وہابیوں کے چند عقائد ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ آپ خود بھی ان سے بچیں اور اپنے اعزاء واقرباء اور احباب کو بھی بچائیں۔

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹا قول منسوب کر کے یہ لکھا کہ آپ نے فرمایا:

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۹ مطبوعہ دہلی)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۶)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (انبیاء و اولیاء) سب یکساں بے خبر اور نادان۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۹)

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کی آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۶)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(البراہین القاطعہ ص: ۵۵۔ کتب خانہ امدادیہ، دیوبند)

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص: ۸، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

اللہ تعالیٰ ایسے بد عقائد سے ہمیں محفوظ فرمائے اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

علم مصطفٰے ﷺ کی وسعت پر

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ اَتَیْتُ عَائِشَةَ وَهِیَ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَاشَانُ النَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَ النَّاسُ قِیَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰیَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَیْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰی تَجَلَّانِیَ الْغَشْیُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰی رَاْسِی الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسلم وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ مَامِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُهٗ اِلَّا رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ مِثْلَ اَوْقَرِیْبَ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یُقَالُ مَاعِلْمُکَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ بِاَیِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ لَااَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهٗ۔

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے (لوگوں کو خلاف معمول نماز کے لیے کھڑے ہوئے دیکھ کر) پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج گہن لگا ہوا ہے اس لیے لوگ سورج گہن کی نماز ادا کر رہے ہیں) پس اس وقت سب لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سبحان اللہ! میں نے پوچھا یہ کوئی نشانی ہے؟ حضرت عائشہ نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ ہاں پھر میں بھی کھڑی ہوگئی حتی کہ (زیادہ طویل قیام کی وجہ سے) مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ تو میں اپنے سر کے اوپر پانی ڈالنے لگی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر فرمایا: میں نے جس چیز کو بھی (پہلے) نہیں دیکھا تھا وہ چیز میں نے اس جگہ دیکھ لی ہے حتی کہ

جنت اور دوزخ بھی پس میری طرف یہ وحی کی گئی ہے۔ بے شک تمہاری قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی۔ مسیح دجال کی آزمائش کے مثل یا اس کے قریب (قبر میں) کہا جائے گا۔ اس شخص کے متعلق تمہیں کیا علم ہے؟ بہر حال مومن یا یقین رکھنے والا کہے گا یہ محمد رسول اللہ ہیں، ہمارے پاس معجزات اور دلائل لے کر تشریف لائے تھے ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کی پیروی کی۔ تین دفعہ کہا: یہ محمد ہیں پھر اس سے کہا جائے تم نفع اٹھاتے ہوئے سو جاؤ ہمیں معلوم تھا تم بے شک ان پر یقین رکھنے والے ہو۔ بہر حال منافق یا شک کرنے والا کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا تو میں نے وہی کہہ دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس رقم الحدیث:۸۶)

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی پر ایک عظیم دلیل ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من شیء لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی حتی الجنۃ والنار۔ اس مقام پر میں نے ہر چیز کو دیکھ لیا۔

حدیث پاک میں لفظ شی (چیز) ہے یہ نکرہ ہے اور حرف نفی "ما" کے بعد واقع ہے۔ اصول یہ ہے کہ اگر نکرہ نفی کے تحت آجائے تو اس میں عموم والا معنی مراد ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز کو آپ کی نگاہوں کے سامنے کر دیا اور دنیا وآخرت کی کوئی چیز آپ کی نگاہ سے مخفی نہیں۔

امام اہل سنت اعلیحضرت مجدد دین وملت الشاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس مقام پر سوال ہوا کہ آیا لفظ شی اللہ کی ذات کو بھی شامل ہے اور آیا آپ نے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی دیکھا؟ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی قدس سرہ العزیز متوفی ۸۵۵ھ نے "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں اس سوال کو ذکر کر کے اس کا جواب دیا۔ آپ لکھتے ہیں:

قِیْلَ هَلْ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ والسلام رَاٰی فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ

ذَاتَ اللّٰهِ تَعَالٰی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اُجِیْبَ نَعَمْ اِذِ الشَّیْءُ یَعُمَّا وَلَهٗ وَالْعَقْلُ لَا یَمْنَعُهٗ وَالْعُرْفُ لَا یَقْتَضِیْ اِخْرَاجَهٗ۔

ترجمہ: اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی دیکھا؟ اس کا جواب ہے کہ ہاں (اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا) کیونکہ لفظ شی اللہ تعالیٰ کو بھی شامل ہے عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی اور عرف بھی اس کا تقاضا نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کو لفظ شی سے خارج قرار دیا جائے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱ص ۴۹۱)

حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے بخاری شریف کی یہ حدیث اور پھر اس پر علامہ عینی رحمہ اللہ کی یہ شرح ملاحظہ کی اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم نکتہ آپ کی نظروں کے سامنے آیا تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔ اور پھر عالم کیف ومحبت میں اس بحر بے کنار سے جو قیمتی جواہر حاصل کیے انہیں جامع اور مدلل انداز میں ایک قلمی نوٹ کی صورت میں عمدۃ القاری کے حاشیہ پر تحریر فرما دیا۔

آپ کے دست اقدس سے لکھا ہوا یہ عظیم نادر اور علمی حاشیہ آپ بھی پڑھیے، آپ لکھتے ہیں:

اَقُوْلُ الشَّیْءُ یَتَنَاوَلُ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَالْعَقْلُ لَا یَمْنَعُهٗ وَالْعُرْفُ لَا یَقْتَضِیْ اِخْرَاجَهٗ لِاَنَّ الْمَقَامَ مَقَامُ الْمُکَاشَفَةِ وَالْجَنَّةُ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ وَالنَّارُ تَحْتَ الْاَرْضِیْنَ فَالشَّیْءُ یَتَنَاوَلُ الْفَوْقَ وَالتَّحْتَ وَالْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَالسَّمٰوٰتِ وَمَا فِیْهَا وَالْاَرْضِیْنَ وَمَا فِیْهَا وَاللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَمَا فِیْهَا مِنَ النُّقُوْشِ مِمَّا کَانَ وَمَا هُوَ کَائِنٌ وَمَا یَکُوْنُ اِذَا تَنَاوَلَ الشَّیْءُ لِلْوَاجِبِ تَعَالٰی فَاَیُّ اسْتِبْعَادٍ لِتَنَاوُلِهِ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَسَیُصَرِّحُ الشَّارِحُ الْعَلَّامَةُ فِیْ بَدْءِ الْخَلْقِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم اَخْبَرَ عَنْ جَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنِ ابْتِدَائِهَا اِلٰی انْتِهَائِهَا مَا فَالتَّخْصِیْصُ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ بِاَمْرِ الدِّیْنِ وَالْجَزَاءِ وَنَحْوِهِمَا تَخْصِیْصٌ مِنْ غَیْرِ مُخَصِّصٍ فِیْهِ لِاَنَّ الْمَقَامَ مَقَامُ الْاِعْجَازِ وَالْاِمْتِنَانِ بِالْاِرَاءَةِ لِجَمِیْعِ الْاَشْیَاءِ حَتَّی الْوَاجِبُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَالتَّعْمِیْمُ وَالشُّمُوْلُ اَنْسَبُ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ لَهٗ بَصِیْرَةٌ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ وَبَیَانِ

المعجزات۔ قالہ الفقیر محمد سردار احمد غفرلہ۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں لفظ شی لوح محفوظ کو بھی شامل ہے اور عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی، نہ ہی عرف لوح محفوظ کو (لفظ شی کے مفہوم سے) خارج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو مقامِ مکاشفہ ہے (جس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام امور آپ پر منکشف کر دیئے گئے ہیں) اور (حدیث میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے) جنت تو آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ زمین کے نیچے ہے لہذا لفظ شی فوق، تحت، عرش، کرسی، آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور لوح محفوظ اور اس میں جو نقوش محفوظ ہیں جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب کو شامل ہے۔ جب لفظ شی واجب تعالیٰ کو شامل ہے تو لوح محفوظ کو شامل ہونے میں کونسی بعید بات ہے؟ عنقریب شارح علامہ (عینی رحمہ اللہ تعالیٰ) ''بدء الخلق'' میں صراحتاً بیان کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سے لے کر انتہاء تک مخلوقات کے تمام احوال بیان کیے ہیں لہذا کسی مخصص کے بغیر (بلا دلیل) یہاں صرف امور دینیہ و جزاء مراد لینا درست نہیں اور عرف بھی اس تخصیص کا تقاضا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ تو مقامِ اعجاز ہے (جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز بلا تخصیص آپ پر منکشف ہو) اور اس مقام پر تمام اشیاء حتی کہ واجب تعالیٰ کی ذات دکھلا کر آپ پر احسان کیا جا رہا ہے۔ لہذا تعمیم و شمول ہی (اس مقام کے) زیادہ مناسب ہے۔ سیر و معجزات کی کتب سے واقفیت رکھنے والے حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج اص ۴۹۱ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ مخزونہ کتب خانہ حضور محدث اعظم، جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ)

رضوی تشریحات:

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا کہ لفظ شی لوح محفوظ کو بھی شامل ہے اور عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی نہ ہی عرف لوح محفوظ کو (لفظ شی کے مفہوم سے) خارج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو مقامِ مکاشفہ ہے۔

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

بے شک دنیا وآخرت آپ کے جود وسخا کا ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل وامین تھے ان کی تعظیم وتوقیر کرنے پہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو لوح کا علم عطا فرما دیا۔

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

عن ابی الحسن النقاش ان اول من سجد اسرافیل قال ولذا ای لکونہ اول من سجدہ جوزی ای جازاہ اللّٰہ بتولیۃ اللوح المحفوظ بان جعل مطلعا علیہ ومتصرفا فیہ بنقل مافیہ مثلا الی الملائکۃ وقیل قد رفع راسہ وقد ظہر القران کلہ مکتوبا علی جبہتہ کرامۃ لہ علی سبقہ۔

ترجمہ: حضرت ابوالحسن نقاش سے روایت کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا چونکہ انہوں نے سب سے پہلے سجدہ کیا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں لوح محفوظ کا متولی بنا دیا اور اس پر مطلع کر دیا اور اس میں مکتوب احکامات کو فرشتوں کی طرف نقل کرنے کا تصرف عطا کر دیا ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو سجدہ میں سبقت کرنے کی بنا پر بطور کرامت مکمل قرآن ان کی پیشانی پر لکھا ہوا ظاہر ہوا۔

(زرقانی علی المواہب ج ا ص ۵۲ مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر)

جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سبقت کرنے پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو یہ انعام ملا کہ لوح محفوظ ان کے پیش نظر ہے اور وہ اس میں متصرف ہیں تو پھر خود محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان علم وشان تصرف کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے بطور دلیل فرمایا کہ یہ مقام تو مقام مکاشفہ ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ لفظ شی لوح محفوظ کو بھی شامل ہو اور وہ بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے منکشف ہو۔ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان تو بڑی ارفع واعلیٰ ہے آپ کے غلاموں کو جب مقام مکاشفہ حاصل ہوتا ہے تو ان کے سامنے حقائق کائنات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

حقائق قلبیہ دس مقامات ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والے حضرات اولیاء کرام ان مقامات کو طے کرتے ہیں۔ انہیں حقائق اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ تحقیق کے منازل ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والے جب ان مقامات میں نازل ہوتے ہیں اور ان مقامات میں پختہ ہو جاتے ہیں تو ہر چیز کی حقیقت اور بھید ان کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں اور حضرت علم میں جس طرح حقائق موجود ہیں وہ کسی تبدیلی کے بغیر ان کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں یہ دس مقامات بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) مکاشفہ۔ (۲) مشاہدہ۔ (۳) معاینہ۔ (۴) حیات۔ (۵) قبض۔ (۶) بسط۔ (۷) سکر۔ (۸) صحو۔ (۹) اتصال۔ (۱۰) انفصال۔

(زرقانی علی المواہب ج اص ۴۸ مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت کے اولیاء کرام جب مقام مکاشفہ پر فائز ہوتے ہیں تو ان کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں اور وہ حقائق کائنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو پھر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام مکاشفہ میں لوح محفوظ کا مشاہدہ کرلیں تو اس میں کونسی بعید بات ہے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ "حدیث میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے جنت تو آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ زمین کے نیچے ہے لہٰذا لفظ شی فوق، تحت، عرش، کرسی، آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور لوح محفوظ اور اس میں جو نقوش محفوظ ہیں جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب کو شامل ہے۔

اب ہم ان کلمات کی وضاحت میں چند احادیث پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ساری چیزیں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلُ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ اِنِّي اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَا

كُلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج کو گہن لگ گیا۔ پس آپ نے نماز پڑھی لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے آپ نے فرمایا۔ مجھے جنت دکھائی گئی پس میں نے جنت کے ایک خوشہ کو پکڑنا چاہا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم اس سے اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک یہ دنیا باقی رہتی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ رقم الحدیث:۷۴۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَقَا الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کیا پھر آپ نے فرمایا: ابھی جب میں نے تمھیں نماز پڑھائی تھی تو قبلہ کی اس دیوار میں میں نے جنت اور دوزخ کی مثالیں دیکھیں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ میں نے آج کی مثل خیر اور شر کو نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ رقم الحدیث:۷۴۹)

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ہلاک ہذا الامۃ بعضہم ببعض، رقم الحدیث:۷۲۵۸)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپ نے اہل احد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک اللہ کی قسم! میں اب بھی اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید رقم الحدیث: ۱۳۴۴)

امام بخاری رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں:

عن أنسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صفیں قائم رکھو کیونکہ یقیناً میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ وبعدہا، رقم الحدیث: ۷۱۸)

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۴۴ھ شرح شفاء میں نقل کرتے ہیں۔

ذَكَرَ الْعِرَاقِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ صلی اللّٰه علیه وسلم عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ كَمَا عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ أَنَّهُ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهِ۔

ترجمہ: عراقی نے "شرح المہذب" میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام خلوق پیش کی گئی تو آپ کو ان سب کی پہچان کروائی گئی جس طرح آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی گئی تھی اور طبرانی نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو بلند کر دیا تو میں

دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہوگا سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں گویا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (نسیم الریاض شرح شفاء ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر)

یہ چند ایک احادیث ہیں اس کے علاوہ کثیر احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے آپ کی نگاہ سے یمین وفوق، تحت ویسار کوئی چیز بھی مخفی نہیں حتیٰ کہ دل میں پیدا ہونے والی خشوع وخضوع کی کیفیت بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا کہ عنقریب شارح علیہ الرحمۃ "بدء الخلق" میں صراحتاً بیان کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سے لے کر انتہا تک مخلوقات کے تمام احوال بیان کیے: آپ کا اس سے بخاری شریف، کتاب بدء الخلق کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ وہ حدیث درج ذیل ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ: قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

ترجمہ: طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کا بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا وہ بھول گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وھو الذی یبدء الخلق الخ رقم الحدیث ۳۱۹۲)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس حاشیہ کے آخر میں لکھا "اس مقام پر تمام اشیاء حتیٰ کہ واجب تعالیٰ کی ذات دکھلا کر آپ پر احسان کیا جا رہا ہے لہٰذا تعمیم وشمول ہی اس مقام کے زیادہ مناسب ہے مذہب مختار یہ ہے کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کے عالم میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کو دیدار الٰہی حاصل ہوا۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ علیہ السلام نورانی اراہ رقم الحدیث: ۴۴۳)

امام مسلم رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتہیٰ، رقم الحدیث ۴۳۶)

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۴ھ لکھتے ہیں:

انه علیه الصلوٰة والسلام فاز برویة الحق سبحانه وتعالی و کشف له الغطاء لیلة الاسراء حتی رای الحق رویة بصریة بعینی راسه علی المذهب المشهور وقال به ابن عباس نفیالمن قال بعینی قلبه واذا جوزه العقل وشهد به النقل لم یبق الاستبعاد موقع ولا للانکار موضع۔

ترجمہ: مذہب مشہور کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور شب اسراء آپ سے پردہ اٹھادیا گیا حتی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا سر کی آنکھوں سے دیدار کیا۔ اس کے قائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو حضرات کہتے ہیں کہ (صرف) دل کی آنکھوں سے دیدار کیا آپ ان کی نفی کرتے ہیں۔ جب عقل اسے جائز قرار دیتی ہے اور نقل اس کی شاہد ہے تو استبعاد کی کوئی گنجائش اور انکار کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

(زرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۱۹۳۔۱۹۴ مطبوعہ، مطبع ازہریہ مصر)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس مختصر حاشیے میں عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایسے جواہر جمع کر دیے ہیں جن کے بیان کے لیے ایک ضخیم کتاب بھی ناکافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت کے نور سے منور فرمادے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم۔

کراماتِ محدث اعظم پاکستان

کسی بھی نبی کی امت سے تعلق رکھنے والے، ولی سے خلافِ عادت فعل کا صادر ہونا اصطلاحاً کرامت کہلاتا ہے۔ علامہ سعد الملۃ والدین تفتازانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

كَرَامَتُهُ (اَیْ كَرَامَةُ الْوَلِیِّ) ظُهُوْرُ اَمْرٍ خَارِقٍ لِّلْعَادَةِ مِنْ قِبَلِهٖ غَیْرَ مُقَارِنٍ لِّدَعْوَى النُّبُوَّةِ۔ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۰۵ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)

ولی کی کرامت اس سے بغیر دعویٰ نبوت کے خلافِ عادت امر کا ظہور ہے۔

کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔ نبی کے امتی ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ اور اس کے دعویٰ نبوت کی حقانیت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی کا پلک جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل کی مسافت سے ملکہ بلقیس کے قصر شاہی کے محفوظ ترین مقام پر پہنچ کر تخت کو بارگاہِ سلیمانی میں حاضر کرنا...... بنی اسرائیل کے عابد جریج کی پاکدامنی کی گواہی دینے کے لیے شیر خوار بچے کا کلام کرنا...... سیدنا مریم علیہا السلام کے لیے حجرۂ عبادت میں بے موسمی پھلوں کا آنا...... ایام زچگی میں ان کے لیے کھجور کے سوکھے تنے کو حرکت دینے سے تازہ وشیریں خرموں کا گرنا اور ان کے علاوہ متعدد واقعات، امم سابقہ کے اولیاء کرام کی واضح کرامات ہیں، جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو خیر الامم ہے اس امت کے اولیاء کرام سے بھی ہر دور میں بکثرت کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ جنہیں اہلِ حق آج تک تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ سیدی ومرشدی حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز ایک عظیم محدث ومفسر اور محقق ومدقق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے عارف کامل بھی تھے۔ آپ کی اتباعِ سنت اور استقامت علی الشریعت سے مزین زندگی ہی آپ کی ولایت کاملہ کا بین ثبوت تھی۔ جس کے ہوتے ہوئے کسی ظاہری کرامت کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی وقتاً فوقتاً آپ سے کثیر خرقِ عادت کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ہدیۂ ناظرین ہے۔

☆...... ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بمطابق ستمبر ۱۹۶۱ء دوران علالت احباب وخدام اور اطباء کے مشورہ پر

آپ بغرض تبدیلی آب وہوا مری، ایبٹ آباد اور ہری پور تشریف لے گئے۔ اسی دوران حضرت خواجہ پیر عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک گاؤں چھوہر شریف میں منعقد ہوا آپ نے بھی اس میں شمولیت فرمائی حضرت علامہ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خطاب فرمارہے تھے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز حسب عادت چادر اوڑھے، سر جھکائے تشریف فرماتھے ایک اخبار کے نامہ نگار محمد رفیق نے آپ کی تصویر اتارنے کا ارادہ کیا۔ شاہ صاحب نے اسے منع فرمایا کہ تصویر نہ اتاریں۔ قبلہ حضرت صاحب سختی سے منع فرماتے ہیں۔ مگر وہ کہنے لگا کہ میں تصویر اتار کر ہی چھوڑوں گا۔ دو مرتبہ سامنے آکر اس نے تصویر اتارنے کی کوشش کی آپ نے اسے سختی سے منع فرمادیا۔ آپ کے حسب ارشاد شاہ صاحب نے بھی دورانِ تقریر اسے سختی سے منع فرمادیا مگر اس نے تیسری بار دوسری جانب سے آکر تصویر اتارنے کی کوشش کی۔ جب اس نے کیمرہ فوکس کرلیا تو اچانک کیمرہ نیچے گر پڑا اور شیشہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہوگیا شیشہ ٹوٹنے کی آواز سب کو سنائی دی آپ نے سر اٹھا کر جلال بھرے انداز میں فرمایا: ''منع جو کیا تھا''

یہ آپ کا روحانی تصرف تھا کہ شخص مذکور لاعلمی میں بھی آپ کا فوٹو نہ بنا سکا۔

علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳ ربیع الاخر ۱۴۰۷ھ/ ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء کو فقیر رضوی غفرلہ کو آپ کی یہ کرامت سنائی اور مولانا محمد جلال الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی مولانا مفتی محمد ریاض صاحب آف اٹک کے حوالے سے یہی واقعہ اپنی تالیف ''کرامات محدث اعظم پاکستان قدس سرہ'' (ص ۶۳، مطبوعہ سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی فیصل آباد) میں ذکر کیا ہے۔

☆......مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز سے دورۂ حدیث پڑھنے کے دوران ایک رات لیٹے لیٹے میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ منکرین شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سوال کا ہمارے پاس جواب موجود ہے مگر آیہ مبارکہ ''اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ'' کی روشنی میں جو اعتراض کیا جاتا ہے اس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہیں۔ بڑا غور وفکر کیا مگر ذہن میں کوئی جواب نہ آسکا۔ آخر پریشانی کے عالم میں نیند آگئی خواب میں حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس

سرہ العزیز کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''ہمارے پاس اس اعتراض کے بڑے جواب موجود ہیں'' میری آنکھ کھل گئی صبح پڑھنے حاضر ہوا اور حسب معمول آپ کی کتابیں لانے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ فرمانے لگے: قلم دوات اور کاپی لے کر آئیں میں قلم وکاغذ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا لکھو:

''اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔''

آپ نے آیہ کریمہ کی تشریح اس انداز میں لکھوائی کہ رات کو ذہن میں آنے والے تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے۔

مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی نے بموقع عرس سیدنا امام اعظم ومحدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہما منعقدہ چک 10/110 آر جہانیاں منڈی یہ واقعہ بیان کیا۔

☆......یہی مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اپنی شادی کے بعد میں لاہور آیا۔ اس دوران حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز بھی حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار پر حاضری کے لیے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ لاہور مجھے ایک دوست مل گیا۔ اسے میری شادی کا علم ہوا تو کہنے لگا۔ ''مٹھائی کھلاؤ'' میں نے کہا کہ فی الحال میرے پاس رقم نہیں بمشکل کرایہ لے کر لاہور آیا ہوں۔ مٹھائی پھر کبھی کھلاؤں گا مگر اس کا اصرار رہا۔ مجبوراً اسے مٹھائی کھلانا پڑی۔ نتیجتاً میرے پاس کرائے سے دو روپے کم ہو گئے دوپہر کا وقت تھا۔ پریشان پھر رہا تھا کہ ایک طالب علم ملا اور کہنے لگا کہ تم کہاں پھر رہے ہو؟ قبلہ حضرت صاحب تمہیں یاد فرما رہے ہیں میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ فرمانے لگے ''گرمی ہے بیٹھو!'' اور خادم سے فرمایا: ''انہیں کچی لسی پلاؤ'' میں نے لسی پی لی تو خادم سے فرمانے لگے: ''انہیں دو روپے دے دو'' یہ آپ کی خداداد فراست تھی کہ اپنے تلمیذ کی مشکل کو سمجھ کر بروقت حل فرما دیا۔

مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کے گاؤں چک 10/110 آر، جہانیاں منڈی عرس امام اعظم ومحدث اعظم رضی اللہ عنہما کے موقع پر دوران خطاب یہ واقعہ بیان کیا۔

☆......حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لعابِ دہن کا یہ اعجاز تھا کہ آپ نے

غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھ پر لگایا تو آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا تیر لگنے سے باہر آ گیا آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اسے اپنی جگہ رکھ کر لعاب دہن لگا دیا تو اس کی برکت سے اُس آنکھ کی بینائی، دوسری آنکھ سے بھی تیز ہو گئی۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن کی اس شانِ اعجاز کا فیضان ہی تھا کہ فنافی الرسول، سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے لعابِ دہن کی کرامت، ظاہری اطباء کے لیے باعثِ حیرت بن گئی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

ایک دفعہ رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو حکومت نے عید کا چاند نظر آنے کی خبر نشر کر دی۔ فیصل آباد کے دیوبندی مولویوں نے بھی حکامتِ وقت کی اتباع میں اعلان کر دیا کہ کل عید ہے مگر سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ثبوت شرعی نہ ہونے کی بنا پر ہم کل نماز عید ادا نہیں کریں گے لہٰذا کل روزہ ہوگا۔ عوام اہل سنت نے آپ کے فرمان کے پیش نظر شرعی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تیس روزے مکمل کیئے۔ نجدی حضرات نے اپنی فطرت مذمومہ سے مجبور ہو کر آپ کے خلاف زبان درازی کی۔ محلہ پرتاب نگر فیصل آباد میں اسی حوالہ سے کچھ نجدی، سر بازار آپ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے۔ آپ کے مرید وعقیدت مند جناب صوفی محمد صدیق صاحب ان کی یہ خرافات سن رہے تھے۔ شیخ کامل کی عقیدت نے خاموش نہ رہنے دیا اور اکیلے ہی ان سے الجھ پڑے۔ محلہ کے آدمیوں نے اس وقت تو لڑائی بند کروا دی۔ مگر نجدیوں نے بعد میں ایک بدمعاش کو تیار کر کے بھیجا اور اس نے آ کر صوفی صاحب کی بے خبری میں ان کے منہ پر لوہے کا ایک سریا اس زور سے مارا کہ ان کے سامنے والے تین دانت گر گئے اور منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا وہ بدمعاش تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاگ گیا اور صوفی صاحب وہ دانت اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس چلے گئے۔ ڈاکٹر کہنے لگا کہ تم بے وقوف ہو ٹوٹے ہوئے دانت بھی کبھی جوڑے جاسکتے ہیں؟ صوفی صاحب مایوس نہیں ہوئے بلکہ دانت لے کر سیدنا محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گئے آپ نمازِ عصر پڑھ کر تشریف فرما تھے۔ صوفی صاحب کو دیکھ کر اپنے مخصوص انداز میں ایک ہاتھ سے دوسرے

ہاتھ پر ضرب لگاتے ہوئے فرمانے لگے:

"بندہ خدا! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

عرض کیا حضور! نجدیوں نے دانت توڑ دیئے ہیں۔ ڈاکٹروں کے پاس گیا مگر جواب مل گیا کہ ٹوٹے ہوئے دانت نہیں جوڑے جاسکتے اب آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں آپ فرمانے لگے:

"سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شفاخانہ کتنا عظیم ہے یہاں اسی مریض کا علاج ہوتا ہے جسے دنیا کے اطباء لاعلاج قرار دے چکے ہوں۔"

آپ نے مٹی کے کٹورے میں شربت ڈال کر فرمایا: اسے پی لیں۔" صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے وہ شربت پی لیا اور مجھے وہ ٹھنڈک اور لذت محسوس ہوئی کہ پوری زندگی میں آج تک کسی شربت میں ایسی ٹھنڈک کا احساس نہیں ہوا۔ آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے دانتوں کو ان کی جگہ رکھا۔ اندر اور باہر دونوں حصوں پر لعابِ دہن لگا کر اوپر ٹیپ چسپاں کر دی۔ اور فرمایا "کل پھر آنا" دوسرے دن پرانی ٹیپ اتار کر لعابِ دہن لگایا اور نئی ٹیپ لگا دی۔ قریباً بیس دن تک یہی عمل دہراتے رہے آپ کے لعابِ دہن کی برکت سے ٹوٹے ہوئے وہ دانت اپنی جگہ مضبوط و قائم ہو گئے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ دانت پہلے کبھی ٹوٹے ہی نہیں۔

صوفی محمد صدیق صاحب (مکان نمبر ۸۔ پی، گلی نمبر ۲ محلہ پرتاب نگر فیصل آباد) سے شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ کو راقم الحروف نے ملاقات کی انہوں نے یہ واقعہ سنایا اور بندہ نے خود دیکھا کہ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے صوفی صاحب کے باقی دانت ٹوٹ چکے تھے مگر وہ دانت اسی طرح مضبوط و قائم تھے۔ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ کو صوفی صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت انہیں جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے آمین

☆...... حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز مستجاب الدعوات تھے۔ اکابرین بھی اپنی مشکلات میں دعا کیلئے آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ حضرت علامہ حافظ عبدالرشید صاحب رضوی سابق خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کا بیان ہے کہ سیدی محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھا رہے تھے۔ دورانِ تدریس صاحبزادہ مفتی مختار احمد

صاحب نعیمی کا خط آتا کہ پرسوں سے میرے والد ماجد حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی کی بینائی بالکل ختم ہو چکی ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بینائی واپس عطا فرمائے۔ آپ نے خط پڑھا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کافی دیر آپ اسی حالت میں رہے۔ طلباء کرام پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ جو آپ اس قدر پریشان ہیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے طلباء کرام سے فرمایا کہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی کی بینائی ختم ہو چکی ہے۔ سب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے انہیں بینائی واپس عطا فرمائے۔ بعد میں صاحبزادہ صاحب کا پھر خط آیا کہ فلاں دن، فلاں وقت مفتی صاحب کی بینائی واپس آ گئی ہے معلوم ہوا کہ وہ وہی وقت تھا جس وقت آپ نے دعا فرمائی تھی۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ   تیر جستہ باز گرد اند زراہ

حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رضوی جھنگوی، سابق خطیب سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد نے ۳ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ بعد از نماز جمعہ بندہ کی درخواست پر مذکورہ بالا واقعہ سنایا۔

اختصار کے پیش نظر آپ کی چند کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آپ کے مشن کو عزم وہمت کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

نوٹ: یہ تحریر ۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ بروز ہفتہ دن ۸ بج کر ۴۰ منٹ پر شروع کی اور ۱۶ رجب المرجب بروز اتوار دن ۱ بج کر ۳۴ منٹ پر مکمل ہوئی۔ تقریباً انتیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے طفیل اسے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلے علیہ وسلما نحن عباد محمد صلے علیہ وسلما۔

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ

سواد اعظم کی پیروی کرو، جو شخص بڑی جماعت سے الگ اور تنہا ہوا وہ جہنم میں گیا۔

(تحریک) سواد اعظم کے

اغراض ومقاصد

☆......اسلامی عقائد ونظریات کی اشاعت وحفاظت کرنا۔

☆...... پختہ عقائد وشریعت مطہرہ کے پابند ایسے مبلغین تیار کرنا جو مذہب حقہ کی اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہوں۔

☆......امام اہل سنت اعلحضرت الشاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ودیگر اکابرین اہل سنت وجماعت کے پیامِ عشق ومحبت کو عام سے عام تر کرنا۔

☆......عوام الناس میں اسلامی اخلاق واعمال پر عمل پیرا ہونے کا شعور اجاگر کرنا۔

☆......علمی، تحقیقی ومذہبی کتب ورسائل کی اشاعت وتصنیف کا اہتمام کرنا۔

☆......ملک وملت کی بقاء، استحکام، ترقی وخوشحالی کے لیے خدمات سرانجام دینا۔

برائے رابطہ:

فیصل آباد: 0300-6885306

جہانیاں منڈی: 0300-6883784

شیخوپورہ: 0300-7869112
0346-6363101

ما من أيام العمل الصالح فيهن أحب إلى الله من هذه الأيام العشرة قالوا يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء رواه البخاري

الفصل الثاني عن جابر قال ذبح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الذبح كبشين أقرنين أملحين موجوئين فلما وجههما قال إني وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض على ملة إبراهيم حنيفا وما أنا من المشركين إن صلوتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك أمرت وأنا من المسلمين اللهم منك ولك عن محمد وأمته بسم الله والله أكبر ثم ذبح رواه أحمد وأبو داود وابن ماجة والدارمي وفي رواية لأحمد وأبي داود والترمذي ذبح بيده وقال بسم الله والله أكبر اللهم هذا عني وعمن لم يضح من أمتي وعن حنش قال رأيت عليا يضحي بكبشين فقلت له ما هذا فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصاني أن أضحي عنه فأنا أضحي عنه رواه أبو داود وروى الترمذي نحوه وعن علي قال أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نستشرف العين والأذن وأن لا نضحي بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء رواه الترمذي وأبو داود والنسائي والدارمي وابن ماجة وانتهت روايته إلى قوله والأذن وعنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نضحي بأعضب القرن والأذن رواه ابن ماجة وعن البراء بن عازب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل ماذا يتقى من الضحايا فأشار بيده فقال أربعا العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لا تنقي رواه مالك وأحمد والترمذي وأبو داود والنسائي وابن ماجة والدارمي وعن أبي سعيد قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضحي بكبش أقرن فحيل ينظر في سواد ويأكل في سواد ويمشي في سواد رواه الترمذي وأبو داود والنسائي وابن ماجة وعن مجاشع من بني سليم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول إن الجذع يوفي مما يوفي منه الثني رواه أبو داود والنسائي وابن ماجة وعن أبي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نعمت الأضحية الجذع من الضأن رواه الترمذي وعن ابن عباس قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فحضر الأضحى فاشتركنا في البقرة سبعة وفي البعير عشرة رواه الترمذي والنسائي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث غريب وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم وإنه ليأتي يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها وإن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع بالأرض فطيبوا بها نفسا رواه الترمذي وابن ماجة وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من أيام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي إسناده ضعيف

الفصل الثالث عن جندب بن عبد الله قال شهدت الأضحى يوم النحر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يعد أن صلى وفرغ من صلوته وسلم فإذا هو يرى لحم

لم واحد ۞ التاسع فيه جواز اظهار حرف الجر بين المضاف والمضاف اليه ۞ العاشر فيه سنية صلاة
سوف وتطويل القيام فيها ۞ الحادى عشر فيه مشروعية هذه الصلاة للنساء ايضا ۞ الثانى عشر فيه
حضورهن وراء الرجال فى الجماعات ۞ الثالث عشر فيه جواز السؤال من المصلى ۞ الرابع عشر
تاع الكلام فى الصلاة ۞ الخامس عشر فيه جواز الاشارة ولا كراهة فيها اذا كانت لحاجة ۞ السادس
ر فيه جواز العمل اليسير فى الصلاة وانه لا يبطلها ۞ السابع عشر فيه جواز التسبيح للنساء فى الصلاة
المثلهن التصفيح لا التسبيح اذا نابهن شئ قلت المقصود من تخصيص التصفيح بهن ان لا يسمع الرجال
زمن فيما نحن فيه القصة جرت بين الاختين او التصفيح هو الاولى لا الواجب ۞ الثامن عشر فيه
قبل الخطبة بعد صلاة الكسوف ۞ التاسع عشر فيه ان الخطبة تكون اولها التحميد والثناء
لله تعالى عز وجل ۞ العشرون قال النووى فيه ان الغشى لا ينقض الوضوء مادام العقل باقيا ۞ الاسئلة
الاجوبة ۞ منها ما قيل ان لفظة الشئ فى قوله ما من شئ اعم العام وقد وقع نكرة فى سياق النفى
لكن بعض الاشياء مما لا يصح رؤيته اجيب بان الاصوليين قالوا ما من عام الا وقد خص الا
بكل شئ عليم والمخصص قد يكون عقليا او عرفيا فخصصه العقل بما صح رؤيته والعرف
بين ايضا بانه مما يتعلق بأمر الدين والجزاء ونحوهما ۞ ومنها ما قيل هل فيه دلالة على انه عليه
الصلاة والسلام رأى فى هذا المقام ذات الله تعالى سبحانه وتعالى اجيب نعم اذ الشئ يتناوله والعقل لا يمنعه
العرف لا يقتضى اخراجه ۞ ومنها ما قيل من اين علم ان الغشى وصب الماء كانا فى الصلاة اجيب
من حيث جعل ذلك مقدما على الخطبة والخطبة متعقبة للصلاة لا واسطة بينهما بدليل الفاء فى فحمد
تعالى ۞ ومنها ما قيل هذان فعلان يفسدان الصلاة اجيب بانه محمول على انه لم يكن افعالها
ثلاثة والا بطلت الصلاة ◄ ص ۞ باب ۞ تحريض النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
وفد عبد القيس على ان يحفظوا الايمان والعلم ويخبروا به من وراءهم ◄ ش ◄ اى هذا باب
فى تحريض النبى صلى الله تعالى عليه وسلم والتحريض بالضاد المعجمة على الشئ الحث
قال الكرمانى والتحريص بالمهملة بمعناه ايضا وقال بعضهم من قالها بالمهملة فقد صحف قلت
لكن كلاهما يستعمل فى معنى واحد لا يكون تصحيفا فان انكر هذا القائل استعمال المهملة
فى المعجمة فعليه البيان والوفد هم الذين يقدمون امام الناس جمع وافد وعبد القيس
قد مر تفسير اكثر ما فى هذا الباب فى باب اداء الخمس من الايمان وجه المناسبة بين البابين
من حيث ان المذكور فى الباب الاول هو السؤال والجواب وهما غالبا لا يخلوان من التحريض لانهما
تعلم وتعلم ومن شانهما التحريض ◄ ص وقال مالك بن الحويرث قال لنا النبى صلى الله عليه
وسلم ارجعوا الى اهليكم فعلموهم ◄ ش ◄ الكلام فيه على انواع ۞ الاول ان هذا التعليق طرف
من حديث مشهور اخرجه البخارى فى الصلاة والادب وخبر الواحد كما سيأتى ان شاء الله تعالى
واخرجه مسلم ايضا ۞ الثانى ان مالك بن الحويرث مصغر الحارث بالمثلثة ابن حشيش بفتح الحاء
المهملة وبالشين المعجمة المكررة وقيل بضم الحاء وقيل بالجيم ابن عوف بن جندع الليثى يكنى ابا سليمان قدم
على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى ستة من قومه فأسلم واقام عنده اياما ثم اذن له فى الرجوع الى
اهله روى له عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خمسة عشر حديثا اتفقا على حديثين وانفرد
البخارى بحديث وهذا احد الحديثين المتفق عليه والآخر فى الرفع والتكبير نزل البصرة وتوفى بها

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

انجمن فدایانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

* جو انجمن حضرت محدّث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے زیرِ اہتمام قائم ہوئی۔
* جس انجمن کو جگر گوشہ محدّث اعظم پاکستان صاحبزادہ ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب نے پروان چڑھایا۔
* جو انجمن پروردۂ آغوش ولایت حضرت صاحبزادہ محمد فیض رسول رضوی صاحب کی صدارت میں ترقی کی جانب گامزن ہے۔
* جس انجمن کا مقصد لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کرنا ہے۔
* جو انجمن اسلام کے صحیح معتقدات کی اشاعت میں مصروفِ عمل ہے۔
* آیئے! آپ بھی اس انجمن کے رُکن بنیں اور اپنے اپنے شہر اور محلے میں انجمن کی شاخیں قائم کریں۔

مرکزی دفتر

سُنّی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

PHONE: 041-2642269